خطبۂ افتتاحیہ

بتقریب انعقاد ورکشاپ

"ریسرچ میتھاڈولوجی اِن اورینٹل اسٹڈیز"

بمقام : مولانا ابوالکلام آزاد عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ٹونک

از

عزّت مآب عالی جناب سیادت انتساب

سید فاروق حسن صاحب

جسٹس ہائی کورٹ راجستھان جے پور

بتاریخ :- ۱۴/۱۵/۱۶/ مارچ ۱۹۹۱ء

ناشر

مولانا ابوالکلام آزاد عربک پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان

ٹونک

۴۸۹

حاضرین کرام!

ٹونک اسلامیات کا کاشانہ تھا اکابر علماء اور مشاہیر فضلا کا مرکز تھا۔ یہاں کے حفاظ، قرا، عالم، فاضل مشہور تھے، مسجد مسجد مدرسہ اور کوچہ کوچہ مکاتیب تھے اور خانہ بخانہ کتب خانہ تھا اب عظمتِ رفتہ اور یادگار اسلاف کے سوا کچھ بھی نہیں۔ ٹونک دلی کی طرح کبھی بگڑا، برباد ہوا، بگڑ بگڑا اور بگڑ کر پھر بنا اور بنکر پھر اُبھرا۔ ٹونک کی پہچان اس کی علمی، ادبی اور ثقافتی عظمت تھی۔ اب اسکی پہچان صرف یہ عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ہے جو علم و ثقافت کی ایک علامت بنا۔ ٹونک کو ہی نہیں پورے ہندوستان کو ایک عالم میں متعارف کرا رہا ہے۔ کل تک ہندوستان سے ادارہ جانا جاتا تھا آج ادارے سے ہندوستان جانا پہچانا جاتا ہے۔

مجھے یاد ہے کہ جب میں ۱۹۷۳ء میں راجستھان کا ایک اسٹیٹ منسٹر تھا اور صاحبزادہ شوکت علی خاں صاحب نے مجھے اپنا مختصر ترین دفتر دکھایا تھا جب صرف یہ اور ان کے ساتھی مرحوم عابد کیفی ہی تھے نہ ساز و سامان نہ مکان و مکین ایک ٹوٹی الماری اور ٹوٹے ٹوٹے سے لکڑی کے کھلے رکیں تھے اور مجھے اپنی یادداشت پر اگر بھروسہ ہے تو تین ہزار سے زائد قلمی کتابیں نہیں تھیں۔ میں جب تک منسٹر رہا صاحبزادے صاحب اس کے بنانے ترقی دلانے میں رات دن مصروف کار رہتے۔ اسکیمیں بناتے، لاتے، مجھے دکھاتے اور مستقبل کا خواب رنگین دکھاتے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے خواب کی تعبیر پہلے ہی سے لے چکے تھے۔ میں نے بھی شروع ہی سے اس ادارے کو بنانے اور ترقی

دلانے میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا۔ شوکت صاحب نے ایک اسکیم پیش کی کہ سارے راجستھان کے عربی و فارسی مخطوطات سرکاری اداروں سے ٹونک منتقل کر دئے جائیں اور اس شاخ کو ایک مرکز بنا دیا جائے میں نے اس اسکیم کو سراہتے ہوئے ارباب حل و عقد کو متوجہ کیا، وہ کہنے لگے کہ شوکت صاحب تو محمد تغلق بنے ہوئے ہیں یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے بالآخر ناممکن، ممکن ہوا اور میں نے جوشی جی سے کہا کہ عربی و فارسی کے فروغ کے لئے یہ اسکیم منظور کیجئے ٹونک کے علماء اور ارباب فکر و نظر سے مجھے شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے میں نے سوائی مادھوپور کا ٹونک کی راہ ہوتے ہوئے جانا بند کر دیا ہے آخر وہ اسکیم منظور ہوئی، پھر نورالحسن صاحب وزیر مملکت ہند کو میں یہاں لایا انھوں نے شوکت صاحب کی اعلیٰ صلاحیتوں اور اس ادارے کی بیش بہا دولت پر ایسا شاندار تبصرہ کیا کہ ہم دنگ رہ گئے اور انھوں نے صاحبزادہ صاحب کی اسکیموں کو سراہتے ہوئے راجستھان سرکار کے انکو ڈائرکٹر بنائے جانے سے پہلے ہی آئی۔ سی۔ ایچ۔ آر سے پروجیکٹ دیکر اس کا ڈائرکٹر بنا دیا۔ شوکت صاحب نے بھی تن من دھن اور اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس ادارے کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ آج میں دیکھ رہا ہوں ایک عالی شان قصر علم اپنے علمی منارو اور ترقیاتی منازل کے شاندار برجوں کے ذریعہ زمین پہ ہوتے ہوئے آسمان نشاں بنا ہوا ہے۔ یہاں اب نوے ہزار مآخذ و مصادر ہیں اور تین ہزار سے اٹھارہ ہزار قلمی کتابیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں ہندوستان میں کہیں اور اتنی تعداد یکجا ملنا مشکل ہے۔

حضرات ! عربی و فارسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ جس کا نام ہے وہ یا تو خود ہی ہندوستان کی عظمت میں آشکارا رہا ہے یہ خود پھیل کر ہندوستان کی عظمت بن گیا ہے یہ ہندوستان کی عظمت ہے اور ہندوستان اس کی شوکت' ایک شوکت اس ادارے کی پیداوار ہے اور دوسرا خود ہندوستان کی شوکت بنا ہوا، راجستھان کو ہندوستان میں اور ہندوستان کو دنیا میں متعارف کرا رہا ہے۔ یہاں کیا نہیں ہے بقول شوکت تاج محل کا خواب مرمریں اس ادارے کی تعبیر رنگیں ہے جہاں نالندہ بھی ہے دمشق بھی، تبریز بھی' الازہر اور سمرقند و بخارا بھی۔ واقعی ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے ایک دہائی کے اندر اندر صدیوں کا کام ہو گیا بقول پروفیسر نورالحسن صاحب کہ ادارہ ایک ہی فرد بناتا ہے اور یہ بنتے بنتے بنتا ہے اور وہی فرد انجمن ہوتا ہے وہی دبستان وہی ادارہ اور وہی ادارہ گر بھی آج وہ فرد شوکت کے لباس میں ظاہری اور معنوی دونوں صورتوں میں جلوہ گر ہے جس ادارے کی شان اس شوکت کے دم سے ہے اس کی شخصیت بھی اس ادارے کی رہین منت ہے۔ عزت مآب گیانی ذیل سنگھ جی نے کیا خوب کہا ہے کہ ادارے کو شوکت صاحب نے بنایا اور شوکت صاحب کو ادارے نے بنایا۔

حضرات کرام ! میں اس ادارے سے ۱۹۷۰ء سے وابستہ ہی نہیں پیوستہ بھی ہوں اور ایسا محسوس کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے متعلق مجھ سے خدمت لیکر خود مجھ پر انعام کیا ہے۔ میں نے اپنی عمر میں اگر کوئی ایسا کام کیا ہے جس پر مجھے فخر ہے تو وہ اس ادارے کی خدمت ہے۔

یہ ادارہ میرا ہے اسی طرح جس طرح یہ آپ وابستگان علم و فضل کا ہے

خدا اسے ہر بلا سے محفوظ رکھے۔ ہندوستان کی عظمت کا یہ ایک ایسا مینار ہے جس کی روشنی سے ایک عالم مستفید ہوتا رہے گا کسی ملک کی عظمت اگر دیکھنا ہو تو وہاں کے کتب خانوں میں دیکھئے علمی دبستانوں میں دیکھئے لیکن جو ادارہ خود اداروں کا ادارہ اور دبستانوں کا دبستان ہو اس میں ہم کیا کیا دیکھیں شاہوں کی تحریریں مُصوروں کا قلم، مصنفوں کی نگارشات حکمرانوں کا دربار دُربار عالموں کی کارفرمائیاں ادیبوں کی جلوہ نمائیاں اور پاسبانان ادب کی سحر طرازیاں ان سب کو یکجا کریں تو عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بنتا ہے اور ان سب کو پھیلائیں تو ہندوستان کے نقشے پر ایک علمی عالم نمودار ہوتا ہے۔ پہلے پہلے یہ ایک ادارہ تھا اب اس ایک ادارے میں کئی ادارے ہیں کتب خانہ، خطاطی کے مراکز، علمی درسگاہ عربی و فارسی کے بی اے اور ایم اے کی تعلیم و تربیت، نوادر و آثار کا میوزیم، تاریخ و تحقیق کا مرکز، مراجع و منابع کا محور مولانا آزاد سینٹر آف اورینٹل اسٹیڈیز اور حسین مرقعات کا ایک حسین نگارخانہ جو آئینہ در آئینہ ہماری عظمت و ثقافت کا علم بردار ہے اس میں رضا علی عابدی بی۔بی۔سی کی زبانی راجستھان کی حکومت اور شوکت علی خاں کی شخصیت کو دخل ہے ان چند کلمات کے ساتھ میں اپنے اس ادارے میں سہ روزہ ورک شاپ ان ریسرچ میتھاڈولوجی کا افتتاح کرتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں مجھے امید ہے کہ اس موضوع پر باہر سے آنے والے محققین اور علماء تحقیق و تنقید کے اصول وضع کرتے ہوئے تاریخی حقائق اور بارآور نتائج مرتب کریں گے۔

شکریہ!

INAUGURAL ADDRESS
BY
JUSTICE FAROOQUE HASAN NAQVI
RAJASTHAN HIGH COURT
JAIPUR

ON THE EVE OF

WORKSHOP

ON
RESEARCH METHODOLOGY
IN
ORIENTAL STUDIES

FROM 14th to 16th MARCH
1991

MAULANA ABUL KALAM AZAD
ARABIC AND PERSIAN RESEARCH INSTITUTE
RAJASTHAN, TONK